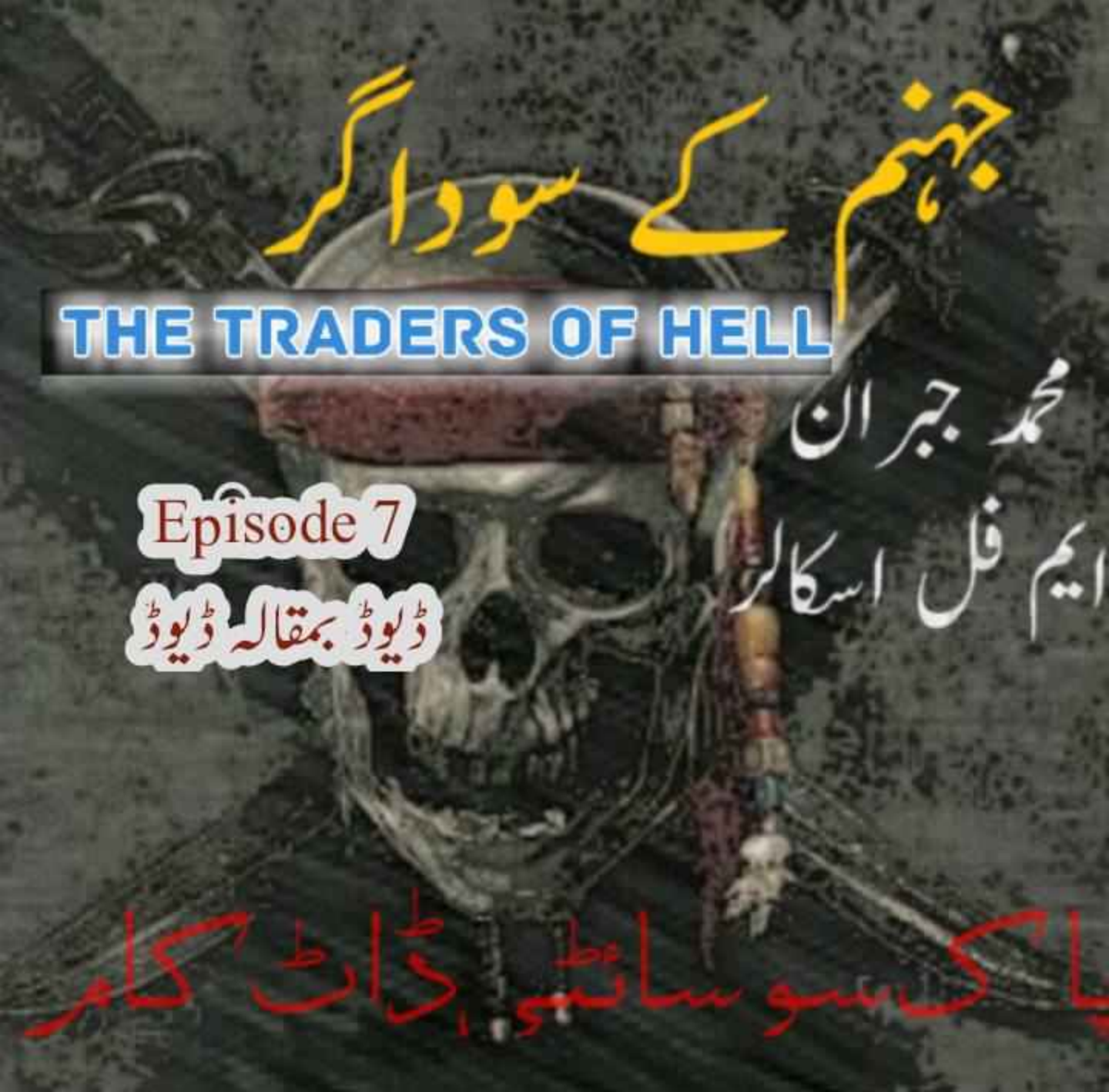

جہنم کے سوداگر
THE TRADERS OF HELL
محمد جبران
ایم فل اسکالر
Episode 7
ڈیوڈ بمقالہ ڈیوڈ
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

http://paksociety.com

ڈیوڈ بمقابلہ ڈیوڈ (ساتویں اسپیشل قسط)

میں نے ایک گہرا سانس لیا اور اپنے ریوالور کا چیمبر کھول کر اس میں گولیوں کی تعداد دیکھی تو معلوم ہوا کہ وہ بھرا ہوا تھا۔ اسے دوبارہ بند کر کے میں مرزا منصور کی جانب گہری ٹٹولتی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگا۔ کیونکہ فل الحال وہ ہی مجھے لیڈ کر رہا تھا سو اس کی پیروی میں ہی مجھے اللہ ہو اکبر کی صدا بلند کر کے دھاوا بولنا تھا۔ وہ بھی مجھے ٹٹولتی ہوئی نظروں سے دیکھ کر تسلی کر رہا تھا کہ میں صحیح سلامت ہوں یا نہیں، جب اسے تسلی ہو گئی تو اس نے ایک گہرا سانس لیا اور اپنے دیدے کھڑے کر کے دوسری طرف کی خبر لینا لگا۔

مجھ پر گولیاں چلنے کے بعد کچھ دیر تو میرے کانوں میں سائیں سائیں کی آوازیں گونجتی رہیں پھر وہ بھی رفتہ رفتہ مدہم ہو گئیں۔ لیبارٹری پر ایک بار پھر سے گہرا سکوت طاری ہو گیا تھا جس سے آہستہ آہستہ لیبارٹری کی ہولناکی میں مزید اضافہ ہونے لگا تھا۔ الارم نے وقتی طور پر کام کیا تھا مگر پھر شاید اچانک ہی اس کے سیل ختم ہو گئے تھے یا اسے کسی کھلونے کی طرح پھر سے چابی دینی تھی یہ بات ابھی ٹھیک طرح سے میرے پلے نہیں پڑی تھی۔ لیکن جو بات میرے لئے تشویش کا باعث تھی وہ یہ کہ اس کے بجتے ہی کوئی بھی راہداری میں ظاہر نہیں ہوا تھا اور نہ ہی میں نے کسی کے قدموں کی کوئی ہلکی سی چاپ سنی تھی۔ آخر یہ کوئی لیبارٹری تھی یا عجائب خانہ میری سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ اس کی تعمیر تو اسی طرز پر ہی ہوئی تھی مگر بظاہر ویسے حالات دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ جس سے مجھے کسی گڑبڑ کے ہونے کا اندیشہ ہوا، ایمرجنسی میں آنے والوں کو اب تک آ جانا چاہیے تھا لیکن اگر وہ نہیں آئے تھے تو اس کے پیچھے بھی ضرور کوئی نہ کوئی وجہ رہی ہو گی۔ یا تو لیبارٹری کا اندرونی نظام اس طرز پر تعمیر ہوا تھا کہ یہ ساؤنڈ پروف تھی اور باہر کسی کو بھی الارم کی آواز نہیں گئی تھی اگر ایسا تھا تو پھر مرزا صاحب نے اسے بجانے کی اتنی زحمت کیوں گوارہ کی تھی۔ مجھے ان باتوں کا

جواب ابھی تو نہیں مل رہا تھا اور مجھے انہیں معلوم کرنے کی کوئی خاص جلدی بھی نہیں تھی۔ جو بات بھی تھی وہ اپنے وقت پر ظاہر ہو جاتی لہذا میں نے اس قسم کے تمام خیالات وقتی طور پر اپنے ذہن سے جھٹک دیئے۔ فی الحال مجھے ان کی طرف سے کوئی خاص پریشانی نہیں تھی ابھی میں صرف اپنے موجودہ حالات پر فوکس کر رہا تھا۔

ان کی طرف سے اب تک کوئی چار گولیاں فائر کی گئیں تھیں اور ان کے ہاتھوں میں بھی میں نے اپنے جیسے ہی ریوالور دیکھے تھے ۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اب ان کے پاس آٹھ گولیاں باقی تھیں۔ جبکہ ہماری طرف سے ابھی تک ایک بھی فائر نہیں کیا گیا تھا تو اس اعتبار سے ہمارے پاس پوری بارہ گولیاں تھیں۔ اس معاملے میں ہمیں ان پر سبقت تھی، لیکن معلوم نہیں تھا کہ آنے والے وقتوں میں یہ سبقت کتنی باقی رہتی۔ دوسری طرف سے کافی دیر ہونے کے باوجود بھی تاحال فائر نہیں ہوا تھا یقیناً ان کے درمیان بھی کوئی صلاح مشورہ ہو رہا ہو گا یا وہ ہمارے طرف فائر ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔ ان کی خاموشی میں ایک بات یہ بھی ہو سکتی تھی کہ وہ ہماری تعداد کے بارے میں اندازہ لگانے کی کوشش کر رہے تھے۔

لمحے مل کر بہت سے لمحات کی شکل اختیار کر گئے تھے۔ تجسس بڑھتا جا رہا تھا اور دونوں طرف سے مکمل خاموشی تھی کہ اچانک ایک دفعہ پھر سے الارم بجنے لگا۔ ماحول میں اب اچانک ایک عجیب سا تناؤ پیدا ہوا خاموشی کے دورانیہ میں اب بریک لگ گئی تھی اور اب اس کی جگہ الارم نے لے لی تھی۔ پتہ نہیں اس کے کسی نے سیل چینج کئے تھے یا وہ کچھ دیر اپنا سانس بحال کرنے کے بعد ایک بار پھر ردہم میں بجنا شروع ہو گیا تھا۔ مگر اس الارم کے بجنے کے باوجود بھی اب تک کوئی بھی ظاہر نہ ہوا تھا۔ اچانک مرزا نے دروازہ میں سے ہلکا سا سر اندر کیا اور فائر کر دیا گولی سنسناتی ہوئی اندر کسی شیشے کی چیز کو جا کر لگی اور وہ شیشہ چکنا چور ہو کر زمین پر گر گیا۔ ایسا لگتا تھا کہ جیسے گولی کسی گلدان میں جا کر لگی تھی جس کی وجہ سے وہ چکنا چور ہو گیا۔ یہ حرکت کرتے ہی وہ ایک بار پھر سے دیوار کی اوٹ میں ہو گیا۔ مگر دوسری طرف کسی قسم کی کوئی حرکت نہ ہوئی البتہ راہداری کی چھت پر لگے ہوئے بلب ایک دم سے جلنا بجھنا شروع ہو گئے۔ آن کی آن میں لائٹ مدہم ہوتے ہوتے ایک دم سے بجھ گئی۔ اب راہداری میں گہرے سکوت کے ساتھ مکمل اندھیرا ابھی چھا گیا تھا۔ شاید کسی نے پاور کنٹرول کے ساتھ چھیڑ خانی کی تھی جس کی وجہ سے لائٹ مدہم ہوتے ہوتے بالکل ہی ختم ہو گئی۔ اب راہ داری کے ساتھ ساتھ اندر کمرے میں بھی اندھیرا پھیل گیا تھا۔ پاور آف ہونے کی وجہ سے الارم بھی خود بخود بند ہو گیا تھا۔

http://paksociety.com

بتی گل ہونے کے بارے میں میں ابھی کوئی رائے قائم کر ہی رہا تھا کہ اچانک مجھے اپنے پاس سے کسی کے جھپٹنے کی آواز آئی اور آن کی آن میں مجھے مرزا منصور کی گھٹی گھٹی چیخیں سنائی دینے لگیں۔ میں ان آوازوں کی جانب لپکا ہی تھا کہ ایک گھونسہ پوری قوت سے میری ناک پر پڑا اور میرا چہرہ بے اختیار پیچھے کو مڑا، پھر ایک اور گھونسہ میرے پیٹ پڑا اور میں اس کے ساتھ ہی دہرا ہو گیا۔ اس سے قبل کے مجھ پر مزید کوئی اپنی استادی دکھاتا، میں نے اپنے دائیں ہاتھ سے اس حملے کو پوری شدت سے پسپا کیا اور مجھ پر حملہ کرنے والے شخص کے سر کے بال میں نے اپنے ہاتھوں سے نوچ ڈالے ابھی یہ سب دھینگا مشتی جاری تھی کہ میرے پیٹ میں ایک بھرپور لات پڑی اور میں اچھل کر اڑتا ہوا اپنے پیچھے والے دروازہ کو توڑ کر ایک اور کمرے میں جا گرا۔ اندھرے میں مجھے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا اور اب تک جو بھی لڑائی ہو رہی تھی وہ اندازوں پر ہی تھی، میں جس شدت سے گرا تھا اس سے کہیں زیادہ پھرتی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا، میرے قدم ٹوٹے ہوئے دروازے پر مضبوطی سے جمے ہوئے تھے۔ مگر اس سے قبل کے میں کچھ کرتا ایک زوردار دھماکے کے ساتھ ہی دروازہ بند ہوا اور اس کے ساتھ ہی لیبارٹری کی روشنی بحال ہو گئی۔

میں دوڑ کر دروازے کی طرف لپکا مگر وہ اندر سے بند ہو چکا تھا۔ وہ لوگ مرزا منصور کو اٹھا کر لے گئے تھے اور میں اب خالی ہاتھ تھا اس دھینگا مشتی میں میرا ریوالور بھی میرے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین بوس ہو گیا تھا جسے میں نے زمین پر جھک کر اٹھا لیا۔ اب تک کا لیڈر مرزا منصور تھا لیکن شاید اب اسے بھی مجھے ہی لیڈ کرنا تھا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ میں زیادہ احمق ہوں یا جو مجھے اب تک لیڈ کرتا رہا وہ۔ خیر روشنی بحال ہوتے ہی راہداری میں ایک بار پھر سے الارم بجنے لگا معلوم نہیں کہ وہ کس اصول کے تحت چل رہا تھا کیوں بار بار بند ہو جاتا تھا۔ ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ آئندہ کا لائن آف ایکشن کیا ہو گا کہ اچانک ایک دروازہ کھلا اور اس میں ڈاکٹر عباس بر آمد ہوئے۔ مجھے دیکھتے ہی وہ ڈر کے مارے اندر کو جانے ہی والے تھے کہ میں نے بھاگ ان کا ہاتھ تھام لیا۔

"گھبرائیے نہیں ڈاکٹر عباس میں آپ کی حفاظت کے لئے آیا ہوں اور آپ کے دشمن کے بھیس میں ہوں۔ آپ کو مجھ سے خوف زدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے آپ کو مجھ سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔۔۔" میں نے انہیں تسلی دیتا ہوئے کہا تو وہ کچھ دیر تک خالی نظروں سے مجھے دیکھتے رہے پھر انہوں نے اقرار میں سر ہلایا۔

"ہاں مجھے بریفنگ دی گئی تھی کہ آپ آنے والے ہیں آپ کا نام وقار ہے ناں؟ مجھے بتایا گیا تھا کہ آپ میرے دشمن ڈیوڈ کے روپ میں آئیں گے۔۔۔"

http://paksociety.com

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف

ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ

کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ

ایڈ فری لنکس

ڈاؤنلوڈ اور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر

ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety

پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1

پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براؤزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بُک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-



http://paksociety.com

"آپ نے بالکل ٹھیک پہچانا جناب میں وقار علی جان ہی ہوں اور ڈیوڈ کے روپ میں آیا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں آپ کا اب کوئی بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔" میں نے ان کا کندھا تھپکاتے ہوئے کہا۔ میرے لئے اب یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا تھا کہ یہ ڈمی ڈاکٹر ہیں یا اصلی ۔

"او شکر ہے میرے مولا کا میں اب محفوظ ہاتھوں میں ہوں۔۔۔ آئو تم میرے ساتھ آئو میں تمہیں کچھ دکھاتا ہوں۔۔۔" انہوں نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی میرا ہاتھ تھام کر مجھے اپنے ساتھ اندر لے جانے لگے۔۔۔ میں نے فوراً انہیں اندر جانے سے روک دیا۔

"کیا آپ کو آپ کے پاس والے روم میں جانے کا راستہ معلوم ہے ابھی مرزا منصور کو دشمن اٹھا کر لے گئے ہیں۔۔۔۔" وہ میری بات نظر انداز کرتے ہوئے مجھے ساتھ لیتے ہوئے اندر چلے گئے۔ یہ کمرہ بیڈ روم کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ میں نہ چاہتے ہوئے بھی ان کے ساتھ ان کے پیچھے ہو لیا۔ میرے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ میرے پیچھے خود بخود بند ہو گیا۔ اب مجھے تجسس ہو رہا تھا کہ وہ کیا کرنے والے ہیں۔ ان کا سر بالوں سے عاری تھا البتہ چند ایک بال تھے جو اس وقت پریشانی کی وجہ سے کھڑے ہو گئے تھے۔ ان کی عمر چالیس پینتالیس کے لگ بھگ رہی ہو گی، میرا سامنا ان سے پہلی بار ہو رہا تھا۔

وہ سیدھا جا کر بیڈ کے پاس پڑے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئے اور اس کے ساتھ ہی مجھے اپنے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں نہ چاہتے ہوئے بھی ان کے سامنے بیٹھنے پر مجبور ہو گیا۔ مجھے رہ رہ کر مرزا منصور یاد آ رہا تھا، میں بے چینی سے پہلو بدل رہا تھا اور میری پریشانی کو دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگے:

"دیکھیں وقار صاحب مجھے آپ کی بے چینی کا باخوبی اندازہ ہے اور آپ فکر نہ کریں میں آپ کو اس کمرے میں بغیر کسی پریشانی کے پہنچا دوں گا۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ آپ میری چند باتیں سن لیں تاکہ مرنے سے قبل میری روح کو تسکین مل جائے، میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے آپ کے ساتھی کو کچھ ہو البتہ جو باتیں میں ابھی آپ کو بتانے لگا ہوں وہ یقیناً آپ کے لئے نئی اور حیران کن ہونگی۔۔۔۔" وہ کہتے کہتے ایک دم سے رک کر کسی سوچ میں گم ہو گئے۔ ان کی پریشانی دیکھ کر میری بھی تشویش میں اضافہ ہو گیا۔ پتہ نہیں وہ کیوں اس قدر پریشان تھے اور ایسی گفتگو کیوں کر رہے تھے۔۔

http://paksociety.com

"جناب یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں مریں آپ کے دشمن آپ پاکستان کے مایہ ناز سائنسدان ہیں آپ نے پاکستان کے لئے اتنی خدمات دی ہیں۔۔۔۔ پھر آپ کو اس قدر پریشانی کس بات کی لگی ہوئی ہے۔۔۔؟ بس آپ ہمت کریں اور سب کچھ جلدی جلدی بتادیں تاکہ میں فوری طور پر آپکی مدد کر سکوں اور اپنے ساتھی کی جان بچا سکوں" میں نے ان کی دھارس بندھاتے ہوئے کہا۔

"بہت شکریہ، بے حد مہربانی میری ہمت ہی نہیں ہو رہی کہ میں کہاں سے بات کروں۔ آپ کو یہ جان کر حیرانگی ہو گی کہ اصلی ڈاکٹر عباس اسی لیبارٹری میں موجود ہیں اور آج صبح ہی میں نے انہیں اس لیبارٹری میں خود فون کر کے بلایا تھا۔۔۔۔" ان کے اس انکشاف پر میں بری طرح سے چونکا، اگر یہ اصلی ڈاکٹر نہیں ہیں تو پھر اصلی ڈاکٹر اس وقت کہاں ہو سکتے تھے؟ ڈاکٹر اصلی ہوں یا ڈمی دونوں کی جان بچانا ہمارا فرض تھا اور جہنم کے سوداگر دندناتے پھر رہے تھے جبکہ ڈمی ڈاکٹر صاحب نہ جانے مجھے کون سی رام کہانی سنانے بیٹھے تھے۔ جس پر ان کی ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی کہ وہ مجھے کھل کر سنا سکیں، نامعلوم وہ کس بات پر مجھ سے اتنا خائف تھے۔

"جناب یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ اگر اصلی ڈاکٹر آپ نہیں ہیں تو پھر وہ کہاں پر ہیں اور آپ نے مجھے یہاں پر کیوں روک رکھا ہے ہم یہ باتیں بعد میں بھی کر سکتے ہیں۔۔۔" میں نے کھڑے ہوتے ہوئے قدرے ترش لہجے میں کہا کیونکہ اس کمرے میں بیٹھ ڈمی ڈاکٹر خود تو محفوظ تھے مگر اصلی ڈاکٹر اور مرزا منصور پتہ نہیں کس حال میں تھے۔ یہ سب کیا ہو رہا تھا میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آ رہی تھی۔ مجھے کھڑا ہوتا دیکھ کر وہ بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے شاید انہیں بھی موقعے کی سنگینی کا احساس ہو چکا تھا۔

"اوہو وقار بیٹا تم دو چار منٹ بیٹھ کر میری پوری بات سن لو ڈاکٹر صاحب بالکل محفوظ ہیں مگر ان کی زندگی اس باتوں کے ساتھ نتھی ہے جو میں ابھی کرنے لگا ہوں ہے تم پلیز جذباتی نہ ہو پہلے آرام سے بیٹھ کر میری پوری بات سن لو پھر تمہیں میں ان تک پہنچنے کا راستہ خود ہی بتادوں گا۔ دیکھو یہ بہت نازک معاملہ ہے تمہیں اسے تحمل کے ساتھ سننا ہو گا۔۔۔" میں ان کی بات سن کر خاموشی سے ایک بار پھر سے بیٹھ گیا وہ پریشانی میں مجھے اب 'آپ' سے 'تم' پر لے آئے تھے۔ مجھے ان کی بات میں جو کرب اور تکلیف محسوس ہو رہی تھی میں نے سوچا کہ کیوں ناں انہیں موقعہ دے کر ان کی گفتگو سنی جائے ممکن ہے اس میں سے کوئی کام کی بات معلوم ہو جائے۔

"جی جناب آپ فرمائیں میں آپ کو ہی سن رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔" اس دوران وہ بھی اپنی جگہ پر بیٹھ چکے تھے۔ انہوں نے ایک گہرا سانس لیا اور مجھے مخاطب کر کے کہنے لگے۔

http://paksociety.com

"وقار بیٹا میں تمہارا بے حد مشکور ہوں کہ تم نے مجھے اپنے اتنے قیمتی وقت میں سے تھوڑا سا وقت عنایت کیا۔ میرے ضمیر پر ایک بوجھ تھا جسے میں چاہتا ہوں کہ جاتے جاتے اتار دوں۔ تمہارا یہ احسان میری روح پر رہتی دنیا تک ایک قرض رہے گا۔ کیونکہ شاید میں اس کے بعد تمہارے کسی کام نہ آسکوں۔ جہنم کے سوداگروں نے میری موت کا وقت مقرر کر دیا ہے اور مجھے ٹھیک اسی وقت مر جانا ہے میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ جو کچھ میں تمہیں بتا رہا ہوں تم اسے نہایت غور سے سنو اسے سمجھو اور پھر تمہیں جیسے مناسب لگے ویسے کر لینا مجھ پر جو قرض ہو گا وہ اتر جائے گا۔ میرا نام ڈاکٹر منظور خادم ہے اور میں ڈاکٹر عباس کا اسسٹنٹ ہوں۔ شروع دن سے ہی میں نے پاکستان کے ایٹمی پلانٹ پر ڈاکٹر عباس کے ساتھ مل کر کام کیا اور میری پلاسٹک سرجری کی مدد سے شکل تبدیل کر کے ڈاکٹر عباس کا ہم شکل بنا دیا گیا تاکہ دشمنوں کو ہر پل ہم سے دھوکا رہے۔ میرے لئے یہ اعزاز کی بات ہے کہ میں نے اسی بھیس میں دن رات پاکستان کی خدمت کی۔ مگر بد قسمتی سے میری سب سے بڑی کمزوری میری بیٹی ڈاکٹر فرح خادم تھی اور اب سے کچھ دیر قبل تک وہ میری کمزوری رہی مگر آج اس کی موت کے بعد میں اب سب کچھ کھو چکا ہوں اور اس کی موت کے پیچھے اور کوئی نہیں بلکہ یہی درندے ڈیوڈ اور عابد ڈان ہیں۔ میری زندگی کا سب لٹ گیا۔ انہوں نے ایسا بھیانک کھیل کھیلا جو اس نہج تک پہنچا کہ اب میں تمہارے سامنے بیٹھا ہوں اور مجھے اپنے اگلے پل کی کوئی گارنٹی نہیں ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ میرے سینے میں جو کچھ ہے وہ سب اگل دوں۔ دراصل بات یہ ہے کہ آج سے چند سال قبل میری بیٹی امریکہ اعلیٰ تعلیم کے سلسلے میں گئی تھی۔ وہ وہاں سے کیمسٹری میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنا چاہتی تھی۔ مگر اس بلیک ڈائمنڈ ایجنسی کے ڈیوڈ نے کرنل اشر کے کہنے پر اسے زبردستی اغوا کر لیا اور اسی بنیاد پر مجھے اپنی بیٹی کے ہاتھوں فون کال کر کے دھمکیاں دیتے رہے کہ اگر میں ان کے کام نہ آیا تو وہ میری بیٹی کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔ میں کئی دنوں تک اپنے ضمیر کے ہاتھوں مجبور رہا اور میں نے فیصلہ کیا کہ میں ثابت قدم رہوں گا۔ مگر ارادہ کرنا ایک بات ہے اسے نبھانا دوسری بات، میرے سینے میں بھی ایک باپ کا دل ہے سو میں مجبور ہو گیا۔ میرے اندر اپنے وطن سے زیادہ اپنی بیٹی کی جان زیادہ عزیز تھی اس کی فکر مجھے ہر دم ستائے جا رہی تھی۔ میں بہت سوچ بچار کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ اگر میں نے ایک باپ ہو کر اپنی بیٹی کی جان نہ بچائی تو شاید پھر مجھے جیتے جی خودکشی کر لینی چاہیے۔ میں اپنی بیٹی کی محبت میں بالکل اندھا ہو گیا تھا مجھے دنیا میں اس کے سوا اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا اس اندھے پن میں میں اپنے ملک کی سلامتی بھی داؤ پر لگانے جا رہا تھا۔ لہذا میں نے بہت غور و فکر کے بعد سرینڈر کرنے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ میں ایک کمزور دل شخص ہوں زیادہ دباؤ برداشت نہیں کر سکتا۔ میں نے ایک شام ڈیوڈ کو فون کر کے اس سے کہا کہ وہ بتائے کہ وہ مجھ سے کیا مدد چاہتا ہے میں اس کی ہر

http://paksociety.com

مدد کرنے کے لئے تیار ہوں۔ مگر میری بیٹی کی جان وہ چھوڑ دے وہ جو راز کہے گا میں اسے دینے کے لئے تیار ہوں۔ڈیوڈ نے مجھ سے کہا کہ اگر میں اپنے ملک کی لیبارٹری کا اصلی محل وقوع بتادوں اور ساتھ میں یہ بھی بتادوں کہ پاکستان کے ایٹمی پلانٹ کی کیا حقیقت ہے تو وہ میری بیٹی کو چھوڑنے کے لئے تیار ہے۔ میں نے اسے اپنی سابقہ لیبارٹری کا محل وقوع بتادیا اور ساتھ میں ایک بہت بڑی ٹپ بھی دے دی کہ ہمارے تمام ایٹمی پلانٹ کے اصل ماسٹر مائنڈ ڈاکٹر عباس خود ہیں وہ نہیں تو کچھ بھی نہیں، وہی ہمارے ایٹمی اثاثے کے موجد ہیں میں ان کا اسسٹنٹ ضرور ہوں مگر مجھے اپنے ایٹمی پلانٹ کی بنیادی باتوں کا بھی علم نہیں ہے۔اس پراجیکٹ کے تمام کوڈز ان کے پاس ہیں۔ تو اس نے مجھ سے سوال کیا کہ اگر ڈاکٹر عباس کو راستے سے ہٹا دیا جائے تو کیا یہ سارا پراجیکٹ ٹھپ ہو جائے گا میں نے اس خیال میں تائید ظاہر کی تو اس کے جواب میں اس نے کہا کہ چلو ٹھیک ہے تم ہی ڈاکٹر عباس کو قتل کرو ورنہ تمہیں اپنی بیٹی سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔ میں نے بڑی مشکلوں سے اسے قائل کیا کہ میں یہ قتل وتل ہر گز نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ خود میدان میں آئے تو اس کی ضرور مدد کروں گا۔ پہلے پہل تو وہ میری بات ماننے کو راضی نہ تھا مگر پھر جلد ہی بات مان گیا۔ مجھ سے کہنے لگا کہ چونکہ تم نے ہماری مدد کی ہے لہذا اب ہم تمہاری بیٹی کو چھوڑ رہے ہیں لیکن اگر تم نے تھوڑی سی بھی چالاکی کرنے کی کوشش کی یا ہمیں یہ معلوم ہوا کہ تم ہمیں دھوکہ دے رہے ہو تو تمہاری بیٹی کی تو جان جائے گی ہی ساتھ میں تمہاری عزت بھی ہم پاکستان کے اخباروں میں نیلام کر دیں گے اور تمہاری خلاف خوب پروپیگنڈا کریں گے کہ تم نے اپنے ملک کے ایٹمی راز بیچ دئے ہیں۔ اس بدنامی سے اگر تم نے نہ کی تو تمہاری بیٹی ضرور خودکشی کر لے گی اور ہم سب اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ پاکستان کے تمام حساس معاملات پاکستانی کی فوجی قیادت ہی چلاتی ہے اس لئے انہیں جیسے ہی تمہاری غداری کا علم ہو گا تو وہ تمہارا کورٹ مارشل کر دیں گے ۔اس لئے اپنی زبان بند رکھنا اور کان کھلے رکھنا۔ پھر وہ وقت آیا جب ڈیوڈ پاکستان آیا اور اس کا ٹارگٹ ڈاکٹر عباس تھے۔ ایک بار پھر انہوں نے میرے کندھے پر بندوق رکھتے ہوئے ڈاکٹر کو مارنے کا فیصلہ کیا۔ میں انہیں پہلے ہی بہت حساس باتیں بتا چکا تھا مگر یہ نہیں بتایا تھا کہ اصل لیبارٹری ہم نے جنوبی پنجاب شفٹ کر دی تھے ڈاکٹر عباس اس وقت وہاں کام کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے یہ راز بھی راز رکھا کہ یہ اصل لیبارٹری نہیں بلکہ یہ شیڈو لیبارٹری ہے۔ ڈیوڈ نے یہاں پہنچتے ہی مجھ سے رابطہ قائم کیا۔ وہ غار میں تھا تو میں نے اسے چکر دیتے ہوئے کہا کہ چونکہ ہمارا ایٹمی پروگرام زیادہ بڑی نوعیت کا ہے اس لئے ڈاکٹر نے یہ پراجیکٹ دو تین لیبارٹریز میں شفٹ کر دیا ہے۔ وہ اس وقت باقی دو میں سے کسی ایک لیبارٹری میں ہونگے۔ مگر اس سے قبل کے میرا دائو چلتا اس نے میرے سامنے اپنا پتہ پھینکتے ہوئے کہا کہ تمہاری بیٹی کو ایک بار پھر ہم نے اغوا کر لیا ہے اور نہ صرف اغوا کر لیا ہے بلکہ اسے امریکہ

http://paksociety.com

http://paksociety.com

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-



سے یہاں بلوالیا ہے اور اب وہ ہمارے ساتھ غار میں ہے۔ میں نے اس غیر یقینی صورت حال کی تصدیق چاہی تو انہوں نے بذریعہ انٹرنیٹ آن لائن اسٹریمنگ کرتے ہوئے غار سے لائیو نشریات کا اجراء کیا جس سے مجھے اس انکشاف کی تصدیق ہوئی۔ ایک شخص مسلسل میری بیٹی کی کنپٹی پر پستول رکھ کر کھڑا تھا تو اس موقعہ پر ڈیوڈ نے کہا کہ ہم یہاں سے سرنگ کھود کر لیبارٹری میں داخل ہونگے تم نے اس دوران دو تین کام کرنے ہیں۔ ایک تو یہ کہ تم نے لیبارٹری کے خودکار نظام میں وقتی طور پر کوئی خرابی پیدا کر دینی ہے تاکہ ہم جوں ہی سرنگ کھودتے ہوئے اندر داخل ہوں تو ہمیں لیبارٹری کے اندر پہنچنے میں کسی قسم کی کوئی دشواری نہ ہو دوسرا تم ڈاکٹر عباس کو فون کر کے لیبارٹری میں بلائو گے اور تیسرا اور آخری کام یہ کہ لیبارٹری کی نگرانی کرنے والے مرزا منصور اور اس کے تمام ساتھیوں کو بھی تم ہی ٹریپ کر کے لیبارٹری کے تہہ خانے میں بھجوادو گے۔ یہ سارے کام تم نے کرنے ہیں اور اگر اس میں ذرا برابر بھی کوئی گڑبڑ ہوئی یا تم نے کسی کو بھی ہمارے آنے کی اطلاع دی۔ کوئی تھوڑا سا بھی کلیو لیک ہوا تو وہ لمحہ تمہاری بیٹی کی زندگی کا آخری ہو گا۔ یاد رکھو کہ اگر تھوڑی سی بھی گڑبڑ ہوئی تو تم اپنی نیک نامی سے بھی جائو گے اور تمہارا مکمل دھڑن تختہ بھی کر دیا جائے گا۔ یہ تم پر منحصر ہے کہ تم یہ کیسے کرتے ہو۔ اب سے قریباً دس دن کے بعد ہم نے لیبارٹری پر چڑھنے کا پروگرام بنایا ہے۔ تم یہ سارے کام ان دس دنوں کے اندر اندر کرو گے ہم تمہاری اس معاملے میں ہرگز کوئی مدد نہیں کریں گے یاد رکھنا اگر ہمیں اس مشن میں ناکامی ہوئی تو تمہیں اور تمہاری بیٹی کو ایسی دردناک موت ماریں گے کہ تمہاری روح کو بھی مرنے کے بعد چین نصیب نہیں ہو گا ۔ یہ اور اس جیسی بہت سے دھمکیاں دے کر مجھے انہوں نے ہر لحاظ سے مجبور اور بے کر دیا کے میں ان کے سامنے گھٹنے ٹیک دوں ۔ میں گزشتہ تمام ہفتے مختلف طریقے تلاش کرتا رہا کہ خود کو کسی طرح سے اس پورے ڈرامے سے الگ رکھنے کی کوشش کر سکوں مگر کوئی ترکیب نہیں سوج رہی تھی اس دوران ان کے کئی بار دھمکی آمیز فون بھی آتے رہے۔ میں ایک بار پھر اپنی بیٹی کی وجہ سے پاکستان سے غداری کرنے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ میں وہ کام کرنے کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ جس کے بارے میں آج تک میں نے خواب میں بھی ایسا نہیں سوچا تھا۔ پس جب حالات انسان کو چاروں طرف سے گھیر کر بے بس کر دیں اور اس کے پاس کوئی صورت نہ ہو تو پھر وہ ایسے کام کرتا ہے کہ بعد میں وہ اپنی صورت بھی آئینے میں دیکھ نہیں پاتا۔ بے شک مجھ وہ تمام غلطیاں ہوئیں اور میں انہیں غلطیاں نہیں کہوں گا۔ میں نے جو کچھ کیا اپنی بیٹی کی جان بچانے کی غرض سے کیا۔ کل رات کو میں نے دو ناقابل یقین کام کئے ایک تو میں نے اس لیبارٹری کے سکیورٹی کے نظام میں چند خرابیاں پیدا کر دیں دوسرا میں نے دھوکے سے اپنی ہی ایجنسیوں کے لوگوں کو مرزا منصور سمیت اس کے دیگر ساتھوں ایک لمبی کوشش کے بعد تہہ خانے میں کسی بہانے سے بلا کر انہیں

http://paksociety.com

پیرالائیز کر دیا۔ اس کے بعد میں نے ڈاکٹر عباس کو ایک ایمرجنسی فون کیا کہ وہ خود فوراً ہی اس لیبارٹری میں چکر لگائیں کیونکہ لیبارٹری کے نظام میں تھوڑی سی خرابی ہو گئی ہے۔ یہ کال میں نے خفیہ نمبروں سے کی جسکی خبر ہمارے انٹیلی جنس والوں کو نہ ہو سکی۔ وہ لوگ میری کال ٹریس کرنے میں بالکل ناکام رہے۔ پہلے تو ڈاکٹر عباس نے اپنی مصرفیات کا بہانہ بنایا جب میں نے انہیں کہا کہ اب خفیہ طور پر چند گھنٹوں کے لئے آجائیں پھر واپس چلے جایئے گا تو وہ تھوڑی سی کوشش سے راضی ہو گئے۔ جب میں نے یہ تینوں کام کر کے ڈیوڈ کو فون کیا تو اس نے کہا کہ اس کی کھدائی کا کام مکمل ہو چکا اور وہ کسی بھی وقت لیبارٹری میں داخل ہو جائیں گے۔ میں یہ بات سنتے ہی فوراً مستعد ہو گیا انہیں میں نے یاد دلایا کہ میری بیٹی کی جان چھوڑ دی جائے کیونکہ اب میں اپنے ہی ملک سے غداری کر چکا ہوں تو انہوں نے کہا کہ ہم تم سے بہت متاثر ہوئے ہیں لہذا تمہیں وہیں آکر انعام بھی دیں گے۔ مجھے ان سے کسی انعام کی توقع نہیں تھی بس وہ مجھے اور میری بیٹی کو چھوڑ دیتے میرے لیے اتنا ہی بہت تھا اس کے بعد میں یہ ملک چھوڑ کر دنیا کے کسی دور دراز ملک میں چلا جاتا۔ پھر میں کبھی بھی واپس مڑ کر نہ آتا۔ لیکن جب وہ لوگ رات کو آئے تو انہوں نے مجھے ایک بار پھر سے گن پوائنٹ پر رکھ لیا۔ کہنے لگے کہ جب تک ڈاکٹر نہ آجائے تم یہیں رہو گے اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ کہا کہ انٹیلی جنس والوں کے کیا ارادے ہیں تو میں نے اسے کہا کہ وہ تمہاری جگہ کسی نئے ڈیوڈ کو لانے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔۔۔۔ بس وہ رات جیسے تیسے گزری ہی تھی کہ عابد ڈان اور ڈیوڈ نے اس پوری لیبارٹری کا کنٹرول خود اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ آج صبح جب ڈاکٹر عباس آئے تو انہوں نے اسے بھی دھر لیا اور ساتھ میں میرے مرنے کا سامان بھی پیدا کر دیا۔ جب میں نے انہیں کہا کہ اب تمہارے ہاتھ ڈاکٹر صاحب بھی آگئے تو اب مجھے اور میری بیٹی کو آزاد کر دو تو ڈیوڈ نے میرے ساتھ دھوکہ کیا۔ مجھے کہا کہ ہم ایک بار جس آدمی کو استعمال کر لیتے ہیں اسے دوبارہ جینے کی مہلت نہیں دیتے اب اگر تم اپنی بیٹی کی زندگی چاہتے ہو تو جیسا ہم تمہیں کہتے ہیں تم ویسا ہی کرو گے۔ جب میں نے اس سے اس کے رویہ کے بارے میں احتجاج کیا تو اس نے مجھے دو تین تھپڑ مارے اور اس کے بعد مجھے ایک اسکرین کے سامنے بٹھا کر کہا کہ اپنی بیٹی سے آخری بار بات کر لو۔ میں نے پھر احتجاج کیا تو اس نے میری پھر چھترول کر کے مجھے زبردستی اپنی بیٹی سے بات کرنے پر مجبور کیا۔ آج کے دن بھی وہ ایک پستول بردار کے نرغے میں تھی۔ میں نے ان کے پیر پکڑ کر اپنی بیٹی کی زندگی کی بھیک مانگی تو انہوں نے کہا کہ ہم تمہاری بیٹی کو ایک شرط پر ہی چھوڑ سکتے ہیں کہ جب تم یہ سفید مادہ جو اس ڈبی میں ہے اپنی بیٹی کے سامنے کھالو۔ میں نے رو رو کر بیٹی کو الوداعی سلام کیا اور پھر وہ پوری ڈبی اپنے حلق میں انڈیل لی۔ میں جانتا تھا کہ میری زندگی ہی میری بیٹی کی زندگی بچا سکتی ہے اور یہ محض ایک سادہ سفید مادہ نہیں بلکہ میری موت کا سامان ہے۔ پھر اس کے بعد مجھے عابد نے پانی کا

http://paksociety.com

گلاس پیش کیا تو وہ میں نے پی لیا۔ ابھی میں نے گلاس ختم ہی کیا تھا کہ جس شخص نے میری بیٹی کی کنپٹی کے اوپر ریوالور رکھا ہوا تھا اس نے دو تین فائر کئے اور میں نے اپنی لختِ جگر کو کا سر اپنے ہاتھوں کئی حصوں میں تقسیم ہوتے ہو دیکھا تو میں بے اختیار غشی کھا کر بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو میں نے اپنے آپ کو اپنے بیڈ پر پایا۔ راہداری میں شور وغل کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی تو میں نے تمہیں باہر کھڑے ہوئے پایا۔۔۔ یہاں جو تم میرے کپڑوں والی الماری دیکھ رہے ادھر سے اس کمرے کی طرف راستہ جاتا ہے جو تمہیں۔۔ سس۔۔۔ سس۔۔۔۔ "ابھی وہ مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس نے بے اختیار اپنی گردن پکڑ لی اور اس سے قبل کے میں کچھ سمجھتا پاکستان کا غدار ڈاکٹر منہ سے جھاگ نکالتا ہوا صوفے سے لڑھک کر قالین پر جا گرا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کا رنگ پہلے زرد پڑا ، پھر گہرا لال ہو گیا اور پھر وہ گہرے نیلے رنگ میں بدلتے ہوئے بری طرح سے تڑپتا ہوا بے بسی کی موت مر گیا۔ یقیناً اس نے جو ڈبیہ میں سے سفید مادہ کھایا تھا یہ اس کا ہی اثر تھا یہ انتہائی زور اثر زہر تھا جس کی وجہ سے یہ اس کی رنگ برنگی موت ہوئی تھی۔ یہ بالکل وہی زہر تھا جس کو کھانے کے بعد عابد ڈان کے باپ کی موت ہوئی تھی۔ مجھے اس سے اب تھوڑی سی بھی ہمدری باقی نہیں رہی تھی۔ کیونکہ جو شخص میرے ملک کا غدار تھا اور اپنی ذاتی خواہش اور کمزوری کی وجہ سے لیبارٹری اور پاکستان کے سب سے بڑے محسن کو دائو پر لگا چکا تھا اس کی موت شاید اس سے مزید بھیانک نہیں ہو سکتی تھی۔ غدار ڈاکٹر کم پاکستان کے ایٹمی اثاثے پاک۔ وہ اپنی موت خود ہی مر چکا تھا۔

میرے پاس اب برباد کرنا کا فالتو وقت بالکل نہیں تھا، ریوالور میرے ہاتھ میں تھا اور اب کچھ کر گزرنے کا وقت آن پہنچا تھا۔ پاکستان کی سلامتی شدید خطرے میں تھی اور تمام ذمہ داری میرے کندھوں پر آن پڑی تھی۔ میں ڈاکٹر کی جانب حقارت سے دیکھتا ہوا اس کے کپڑوں والی الماری کی جانب بڑھ اس کے پٹ کھول کر میں نے کپڑے سائیڈ پر کئے تو مجھے ایک چھوٹا سا دروازہ نظر آیا۔ میں انہیں ہٹاتا ہوا دروازہ کھول کر ایک خلاء میں داخل ہو گیا۔ میرے وہاں داخل ہوتے ہی میرے پیچھے موجود دروازہ آٹو میٹک انداز میں شور کرتا ہوا بند ہو گیا۔ وہاں پر گھپ اندھیرا تھا مجھے کسی کی نقل و حرکت دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے سامنے کی دیوار پر ایک بڑی سی اسکرین روشن ہوئی تو اس پر مجھے ڈیوڈ اور عابد ڈان کا چہرے نظر آئے۔

"آیئے آیئے جناب ڈیوڈ عرف وقار علی جان صاحب، تو آپ ہیں وہ عظیم ہستی جو میری جگہ لینا چاہتے ہیں۔ ویسے اب تک مجھے تمہاری انٹیلی جنس میں سوائے احمقوں کے اور کوئی نہیں ملا۔ کیا آپ بھی ان میں ایک شاندار اضافہ ہیں یا میں آپ کو کسی اور فہرست

http://paksociety.com

میں شمار کروں؟؟؟۔۔۔ہاہاہا" روشن اسکرین پر وہ مجھے لہک لہک کر چیلنج کر رہا تھا اور میرے ادارے کا مذاق بھی اڑا رہا تھا۔ میں بے بسی سے سے اپنی مٹھیاں مسل رہا تھا اور اس پر جھپٹنے کے لئے تیار تھا۔

"پردے کے اس پار تم زیادہ بڑ کیں نہ مارو اگر مرد کے بچے ہو تو سامنے آئو۔۔۔"میں نے اسے بلند آواز سے للکارتے ہوئے کہا۔ میں ایک ہاری ہوئی بازی میں داخل ہوا تھا اور اس کشتی پر سوار تھا جس میں پہلے سے ہی اتنے سوراخ ہو چکے تھے کہ اب تو منزل بھی دھندلی دکھائی دیتی تھی۔

"ہاہاہا۔۔۔صبر صبر۔۔۔اتنی جلدی بھی کیا ہے۔ کھیل میں نے شروع کرنا ہے اور جلدی تمہیں پڑی ہوئی ہے۔ فی الحال بازی میرے ہاتھ میں ہے اسی لئے اپنی یہ بلاوجہ کی للکاریں بند کرو۔ میں تمہیں جیسے کہوں گا تمہیں ویسے ہی کرنا ہو گا۔ اس لئے اپنی زبان کو لگام دو۔۔۔اور کان کھول کر میری بات سنو۔۔۔"اس کا غرور اپنے پورے عروج پر تھا اور اب تو وہ شاید زمین پر اپنے آپ کو واحد خدا سمجھ رہا تھا۔ جبکہ میں اس دوران اپنے غصے پر مکمل قابو پاتے ہوئے خاموشی سے اس کی گفتگو سننے لگا۔

"مجھے یقین تھا کہ تم یوں ہی چکراتے ہوئے میرے پاس ضرور آئو گے۔ ڈمی ڈاکٹر سے تمہاری ملاقات میری مرضی سے ہوئی اب تمہاری اصلی ڈاکٹر سے ملاقات بھی میری مرضی سے ہی ہو گی۔ نہ ایک منٹ پہلے نہ ایک منٹ کے بعد۔ ٹِک ٹک۔۔۔ٹِک ٹک۔۔۔ ہاہاہا"اس نے باقاعدہ مجھے تائو دلاتے ہوئے کہا۔

"آخر تم چاہتے کیا ہو؟ یہ کیا بچوں کی طرح تم نے شور مچانا شروع کر دیا ہے۔۔۔۔۔سنو ڈاکٹر عباس کو اگر ایک آنچ بھی آئی نہ تو میں تمہاری ہڈیوں کے ساتھ ایسی فٹ بال کھیلوں گا کہ تمہاری رگ رگ مِس فٹ ہو جائے گی۔ تمہیں ان کے اسپیئر پارٹس بھی نہیں ملیں گے، تم سیدھی طرح ڈاکٹر صاحب کو میرے حوالے کر دو اور آرام سے پاکستان سے نکل جائو ورنہ تم دونوں کی قبروں کے نشان بھی یہاں کسی کو نہیں ملیں گے اسی مصنوعی لیبارٹری کی تہہ میں تم دونوں کی لاشیں دفن ہو نگی۔۔۔"میں نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

ہاہاہا۔۔۔تمہیں یوں تڑپتا ہوا دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے آج تک تمہاری ایجنسی نے امریکی کی ہر ٹاپ ایجنسی کو تگنی کا ناچ نچایا ہے اور تم پاکستان والے کچھ زیادہ ہی مافوق الفطرت واقع ہوئے ہو۔ مگر آخر ہر سیر کا سوا سیر ہوتا ہے۔۔۔۔تم لوگ بھی میرے نام کی وجہ سے کانپتے پھر رہے تھے جو تمہاری انٹیلی جنس نے میری ہی نقل میں اپنا بندہ اتار دیا۔ آج تمہاری گردن کو میں خود اپنے ہاتھوں سے مسلوں گا۔ پتہ نہیں کیوں ہم امریکیوں نے تم لوگوں کو اتنا سر پر بٹھا رکھا ہے میرے آتے ہی تمہارے سارے

http://paksociety.com

پاک سوسائٹی پر مُوجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایت اللہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیمُ الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہونہار ایجنٹس اپنی موت آپ مر گئے۔ میں نے کس کمال طریقے سے ایک عام معمولی سے ڈاکٹر کے ذریعے تمہارے ٹاپ ایجنٹس کو موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ اس پر مجھے داد نہیں دو گے کیا؟۔۔۔" بات کرتے کرتے وہ کسی فاتح کے سے انداز میں اپنا سینہ چوڑا کر کے مجھے ایک حقیر کیڑا سمجھ کر گفتگو کر رہا تھا۔

"ابھی بازی ختم نہیں ہوئی مسٹر ڈیوڈ وقار علی جان کے آتے ہی تمہیں اپنی تمام چالوں پر ایک بار پھر سے نظر ثانی کرنی چاہیے اور میرا مشورہ یہ ہے کہ تم اب اپنا بوریا بستر گول کرنے کی تیاری کر لو کیونکہ مجھے لگ رہا ہے کہ اب تمہارے گردن میرے ہی ہاتھوں اترے گی اور میں تمہارا یہ سارا فاتحانہ پن نکال دوں گا۔۔۔۔۔" میں نے ایک بار پھر پر اعتماد لہجے میں کہا تو کچھ دیر کے لئے اس کے ماتھے پر بل آئے مگر پھر فوراً ہی اس نے اپنے آپ کو کنٹرول کر لیا۔۔۔

"تمہارے جذبے کی میں قدر کرتا ہوں تو کیوں ناں میں تمہارے ساتھ ایک کھیل کھیلوں۔۔۔ آخر مجھے بھی تو پتہ چلے کہ تم اس قدر جو بڑ کیں مار رہے ہو تو تمہارے وجود میں کتنا پانی ہے۔ تمہارے لئے اب تک کی سب سے بڑی بریکنگ نیوز یہ رہی تمہارے سامنے تمہاری اسکرین پر۔۔۔۔۔۔۔" اس کے ساتھ ہی اسکرین کا منظر بدلا اور میرے سامنے ڈاکٹر عباس ایک چیئر پر نہایت پر اعتماد انداز میں بیٹھے ہوئے نظر آئے ان کے انتہائی پر وقار چہرہ ان کی شخصیت کو مزید نکھار رہا تھا مگر جو بات سب سے تشویش کی تھی وہ یہ کہ ان کو رسیوں کے ساتھ مضبوطی سے باندھا گیا تھا اور ان کے اوپر ایک بڑا سا ٹائم بم بھی ٹِک ٹک ٹِک ٹک کر رہا تھا۔ اب کھیل کا باقاعدہ آغاز ہو چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔ میں نے انہیں دیکھ کر اپنے چہرے کو بالکل سپاٹ رکھا تا کہ میرے اندر پھیلی ہوئی بے چینی کا اندازہ اسے نہ ہو سکے۔ کچھ دیر تک وہ منظر اسکرین پر روشن رہا اور پھر وہ تبدیل ہو کر ڈیوڈ کی مسکراہٹ پر آ کر ختم ہوا۔

"ہاہاہا۔۔۔۔ ہاں تو مسٹر وقار کیسا لگی میری یہ بریکنگ نیوز۔۔۔۔ کیوں مزہ آیا ناں؟۔۔۔۔۔ اس کا ریموٹ کنٹرل عابد ڈان کے پاس ہے اور اس کا اختیار بھی میں نے ہی اسے دیا ہے۔ اس پر ویسے تو ٹائمر لگا ہوا ہے لیکن اگر عابد چاہے تو اس کا ٹائم زیادہ کر سکتا ہے مگر اسے مکمل طور پر بند نہیں کر سکتا۔ اس پر ٹائم ہے اب سے ٹھیک پانچ منٹ کا۔۔۔ یعنی اب سے ٹھیک پانچ منٹ کے بعد یہ پوری شدت کے ساتھ پھٹے گا اور تم سمیت ڈاکٹر کے جسم کے پرخچے اڑ جائیں گے۔ مجھے ڈاکٹر عباس کے مرنے کا افسوس تو نہیں ہو گا کیونکہ ان جیسے بہت سے سائنسدان ہمارے پاس موجود ہیں لیکن پاکستان جیسے پسماندہ ملک میں بھی ایسے سائنسدان ہوں یہ ہم

برداشت نہیں کر سکتے لہذا ڈاکٹر کو تو مرنا ہی ہو گا ہر صورت میں ہر قیمت پر۔۔۔۔۔۔۔ مگر مجھے اگر افسوس ہو گا تو صرف تمہارے جیسے سیکرٹ ایجنٹ کا جس نے بڑی مشکلوں سے پلاسٹک سرجری کروائی اس کے باوجود وہ اپنے پہلے ہی مشن میں ناکام ہو جائے گا۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں ایک عاد موقعہ ضرور دیا جائے۔ اس امید پر کہ تم اپنی کچھ نہ کچھ صلاحیتیں دکھاؤ گے۔۔۔۔۔۔۔ تو پھر ہو جاؤ تیار۔۔۔" یہ کہتے ہی ایک دم سے اسکرین پر اندھیرا چھا گیا اور کمرے میں تیز پاور کا بلب روشن ہو گیا۔ یہ ایک ہال نما کمرہ تھا جو کسی بھی قسم کی کرسیوں یا میزوں سے خالی تھا۔ اچانک گڑگڑاہٹ ہوئی اور ایک زبردست زلزلے کے ساتھ ہی فرش درمیان سے پھٹا اور میں اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا۔۔۔۔۔ پھر میں لامتناہی اندھیروں میں پھسل کر گرتا چلا گیا۔۔۔

ایسا لگتا تھا کہ جیسے میں ایک طویل کنویں میں گر رہا ہوں۔ میرا خود پر بالکل کوئی اختیار نہیں تھا۔ نہ جانے میں کتنی دیر تک اسی طرح خلاء میں رہا اور پھر پوری شدت کے ساتھ میں ایک پختہ فریش پر گرا اور پھر مخصوص انداز میں رول ہوتا ہے ایک دم سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ میں اس وقت ایک تہہ خانے میں تھا اور میرے سامنے چیئر پر ڈاکٹر عباس موجود تھے جن پر ٹائم بم لگا ہوا تھا۔ اس دوران میرے اوپر سے چھت برابر ہو چکی تھی اور ایسا لگتا تھا کہ میں اور ڈاکٹر عباس مکمل طور پر پھنس چکے ہیں اور ہماری موت ایک ساتھ ہو گی۔

آن کی آن میں منظر بدلا اور اس سے قبل کے میں کچھ سمجھتا تہہ خانے کی زمین میں ایک گڑگڑاہٹ ہوئی اور شدید زلزلے نے میرے قدم ڈگمگا دیئے مگر اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر عباس کے پیچھے والی دیوار درمیان سے پھٹی اور نیچے سے زمین کا وہ حصہ جو دیوار کے ساتھ لگا ہوا تھا وہ بھی تہہ خانے کی باقی زمین سے الگ ہو پھرا ایک گھول چکر کے بعد ڈاکٹر صاحب دیوار کے پیچھے پیدا ہونے والے خلاء میں غائب ہو گئے۔ جبکہ زمین اور دیوار جیسے ہی گھوم کر میرے سامنے آئی تو اب وہاں پر ڈیوڈ کھڑا ہوا تھا۔ اس دوران میں بھی اپنا توازن دوبارہ سے بحال کر چکا تھا۔ وہ مجھے مسکراتے ہوئے دیکھنے لگا اور میں اسے قہر آلود نظروں سے۔ ہم دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھے اور ہمارے درمیان اب صرف چند گز کا فاصلہ تھا۔ میں اسی قسم کے کسی معرکے کا انتظار کر رہا تھا۔ اس دوران زمین ایک بار پھر سے اپنی سابقہ جگہ پر آ کر جڑ گئی تھی۔ اب کچھ ہی دیر میں ڈیوڈ بمقابلہ ڈیوڈ ہونے والا تھا اور فری مارشل آرٹس کی

http://paksociety.com

اس گیم میں دونوں ہی اپنے اپنے فن پر مکمل گرفت رکھتے تھے۔ڈیوڈ اپنی زبان کا پکا ثابت ہوا تھا اس نے واقعی مجھے اپنے آپ کو منوانے کا موقعہ دیا تھا جو کہ دراصل اس کے کردار کی خوبی تھی اس کا میں اعتراف کرنے سے ہر گز نہیں چوکوں گا۔

"مسٹر وقار میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے تمہارے پاس ڈاکٹر عباس کو بچانے کے لئے اب صرف ساڑھے تین منٹ ہیں اگر تم مجھے مات دینے میں کامیاب ہو گئے تو تمہیں شاید اسے بچانے کا موقعہ مل جائے اور تمہیں یہ جان کا بہت افسوس ہو گا کہ میں اب تک ناقابلِ شکست ہوں۔۔۔۔۔"اس سے قبل کے اس کا فقرہ پورا ہوتا میں نے ایک بھرپور جست لگائی اور اسے اپنے ساتھ لیتے ہوا زمین پر گرا ہی تھا کہ اس نے تڑپ مجھے گھمایا اور پھر میرے اوپر آکر مجھ پر دو تین گھونسوں کی بارش کر دی۔میں نے بھی بے اختیار اس کے گھونسے کھاتے ہی اسے اپنے اوپر سے اچھال دیا تو وہ اڑتا ہوا دیوار سے ٹکرا کر پوری قوت کے ساتھ میرے اوپر گر کر اپنی کہنی سے وار کرنے ہی والا تھا کہ میں نے تڑپ کر کروٹ لی اور اس کی کہنی کو بلاک کر کے ایک بھرپور لات اس کی کھوپڑی میں رسید کی تو وہ ایک بار پھر سے اچھل کر دور جا گرا۔میں ایک دم سے اچھلا اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔۔۔میں نے اپنی کلائی پر پہنی ہوئی گھڑی دیکھی تو اب مزید تین منٹ اور پانچ سیکنڈ رہ گئے تھے۔مجھے اتنے کم عرصے میں نہ صرف دنیا کے بہترین فائٹر کو زیر کرنا تھا بلکہ ڈاکٹر عباس کی جان کو بھی بچانا تھا۔۔۔!

اب یا تو شکست میرا مقدر بنتی یا میں واقعی اپنے محکمے کا انتخاب درست ثابت کر دیتا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

(جاری ہے)

آپکی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا۔۔

http://paksociety.com